احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیک دل پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو

چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہوتا اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۹۴۹ ۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۳/۷۸ | اتوار ۲۲/ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ، ۱۰ اخاء ۱۳۷۲ ہش، ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء نمبر ۲۲۶

بزرگپرستی سے بچیں۔ یہ آئندہ نسلوں کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے

عالمی بیعت دراصل بہت بڑے عالمی جلسے کی تیاری ہے

ہدایت سے استفادہ کرنے کے لئے بھی دعا کے ذریعے اللہ سے توفیق مانگیں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ فرمودہ ۱۳۔ ظہور ۱۳۷۲ ہش (۱۳۔ اگست ۱۹۹۳ء) کا مکمل متن جو حسب معمول مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ بیت الفضل لندن سے براہ راست دنیا بھر میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا

(اس خطبہ کا مکمل متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

شرک کی نفی کے بعد عطا ہونے والی صفات حسنہ

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)

تُو ان سے کہہ دے یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تُو ان سے کہہ دے کہ میرے رب نے یقیناً مجھے صراط مستقیم کی ہدایت دی ہے۔ (-----) یہ وہ سیدھا، سیدھی راہ پر چلنے والا، خود قائم اور دوسروں کو قائم کرنے والا مذہب ہے۔ (-----) جو ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی تعریف یہ ہے کہ وہ (-----) خود بھی سیدھا ہے۔ دوسروں کو بھی سیدھی راہ پر رکھنے والا ہے۔ (-----) اور ابراہیم علیہ السلام مشرکوں میں سے ہرگز نہیں تھا۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا تو عربی محاورے کے مطابق یہ بہت بڑی تعریف ہے۔ اردو میں ہم کسی کو کہیں کہ وہ چور نہیں ہے تو اس کو بہت غصہ آئے گا۔ کہے گا کہ ہیں! تم نے وہم کیسے کیا کہ میں چوروں میں شمار ہو سکتا ہوں لیکن عربی میں جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مشرکین میں سے نہیں ہے جس طرح خدا اپنے متعلق فرماتا ہے میں ظلم کرنے والا نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ شرک کا کوئی ذرہ بھی، کوئی شائبہ بھی اس میں نہیں پایا جاتا تھا۔ کلیتہً نفی ہے۔ اس لئے وہاں "وماکان من المشرکین" بہت بڑی تعریف کا کلمہ بن جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ذات میں شرک کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں تھا۔ اس کا وجود شرک سے کلیتہً پاک تھا۔ (-----) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق منفی رنگ میں جو تعریف فرمائی گئی یعنی ابراہیم میں شرک کی کوئی آمیزش نہیں تھی، اس کا مثبت پہلو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ثابت کر کے دکھایا گیا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بہت ہی عظیم تعریف کا ایک رنگ تھا جو اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام کو شرک سے پاک قرار دینے کے بعد حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ و علی آلہ وسلم کو ان مقامات پر فائز دکھایا گیا جو شرک سے پاک ہونے کے بعد عطا ہوتے ہیں۔

چنانچہ فرمایا۔ (-----) دیکھو میری تو تمام تر عبادتیں اور ہر قسم کی قربانیاں (-----) میرا جینا، میرا مرنا، میری زندگی، میری موت سب کچھ اللہ کے لئے ہو چکا ہے۔ پس شرک کی نفی انسان کو جس چیز کے لئے تیار کرتی ہے وہ تمام صفات حسنہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میں پائی جاتی تھیں یعنی پہلے غیر اللہ سے تختی صاف کی، پھر اس تختی پر ہر جگہ خدا کے رنگ بھر دیئے۔ یہ توحید کا وہ مضمون ہے جس سے متعلق آج کل میں کچھ امور آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں لیکن اس سے پہلے کچھ دوسری باتیں جو ہفتے کے دوران ہوتی رہتی ہیں وہ اپنی طرف توجہ کھینچتی ہیں اور حق رکھتی ہیں کہ ان کا ذکر ضرور کیا جائے۔

اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ ناروے کی طرف سے مجھے یہ تاکیدی پیغام ملا ہے کہ ہماری سالانہ فضل عمر تعلیم (کلام الٰہی) کلاس آج ۱۳۔ اگست سے شروع ہو کر ۱۵۔ اگست تک جاری رہے گی۔ اس موقعہ پر ہمیں بھی پیغام بھیجیں تاکہ ہمارے دل خوش ہوں۔

مجلس خدام الاحمدیہ فرانس کا ساتواں سالانہ اجتماع ۱۴۔ اگست یعنی کل سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ اجتماع دو روزہ ہے اور صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے خواہش ظاہر کی ہے کہ آپ خود تشریف لائیں ورنہ پھر کم سے کم خطبہ میں تو ضرور ذکر کریں۔ یہ دوسرا پہلو ہے جو میں (اللہ نے چاہا تو) قبول کر سکتا ہوں۔

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کا سالانہ مرکزی اجتماع ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ اگست کو منعقد ہو رہا ہے۔ صدر صاحب خدام الاحمدیہ امریکہ نے اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کوئٹہ کا سالانہ اجتماع ۱۴۔ اگست کو شروع ہو رہا ہے۔ قائد صاحب ضلع کوئٹہ نے اجتماع کے حوالے سے مجھ سے کچھ کہنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

ان تمام اجتماعات سے متعلق میں ایک مرکزی بات جماعت کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ سب تربیتی اجتماعات ہیں اور آج کل جب کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت دنیا میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

بکثرت پھیل رہی ہے اور رفتار تیز تر ہوتی چلی جارہی ہے تربیت کی طرف سے پہلے سے زیادہ گہری نظر کے ساتھ اور مستقل مزاجی کے ساتھ توجہ دینی ہوگی۔

تربیتی اجتماعات میں مختصر نصاب دیں

مجھے بچپن سے مختلف قسم کے تربیتی اجتماعات میں شامل ہونے کی بھی توفیق ملتی رہی اور وہ اجتماعات منعقد کروانے کی بھی توفیق ملتی رہی۔ مختلف جماعتی ذمہ داریوں میں یہ تجربے اطفال الاحمدیہ سے لیکر انصار اللہ تک کی عمر تک دراز رہے میں نے ایک بات جو ہمیشہ محسوس کی اور اس کی وجہ سے طبیعت میں اطمینان نہیں ہو سکا کہ اجتماعات پوری طرح فائدہ مند ہیں بھی کہ نہیں' وہ یہ تھی کہ اجتماعات میں ضرورت سے زیادہ پروگرام بھر دیئے جاتے تھے اور کوشش کی جاتی تھی کہ تین دن میں سب کچھ پڑھادیں۔(-----) حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات کا کورس' اعتراضات کے جواب سکھانا۔(وغیرہ وغیرہ) یہ نا ممکن ہے۔ ہو ہی نہیں سکتا کہ تین دن یا پندرہ دن کے اجتماع میں بھی یہ ساری باتیں اچھی طرح بچوں کے ذہن نشین کرادی جائیں۔ پھر وہ سرسری سے امتحان ہوتے تھے اور پھر انعامات تقسیم ہو گئے اور سب نے حبذا کہا اور چھٹی ہو گئی۔ کچھ دن کے بعد جب آپ ان بچوں سے جاکر پوچھیں کہ کچھ یاد بھی ہے تو شاید ہی کوئی ہو گا جسے یاد ہو گا اور وہ وہی ہو گا جسے پہلے ہی یاد تھا۔ اجتماع کے بعد اس تین دن کے تیزی کے ساتھ Cram کروانے والے یعنی گھوٹنے والے پروگراموں میں بچوں کو کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ ہاں ایک روحانی لذت ضرور ہوتی ہے۔ اجتماع میں شمولیت کی برکت ضرور عطا ہوتی ہے۔ اس لئے اجتماع کو بے فائدہ کہنا تو یقیناً غلط ہے مگر پروگرام اس ذہانت سے ترتیب نہیں دیئے جاتے کہ تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ استفادہ ہو سکے۔ تھوڑے وقت میں زیادہ استفادہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ پروگرام نہیں بلکہ کم سے کم پروگرام رکھنے چاہئیں۔ یہ دو چیزیں ایک دوسرے سے ضد رکھتی ہیں۔ تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ پروگرام کم سے کم افادہ کریں گے یعنی فائدہ پہنچائیں گے اور کم سے کم پروگرام جن کو بڑی محنت کے ساتھ اور عقل کے ساتھ تیار کیا گیا ہو اور بار بار رواں کروایا جائے تو یہ پروگرام بہت گہرا فائدہ پہنچا سکتے ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کو سال بھر کا ہوم ٹاسک (گھر کا کام) دیا جائے۔ ہمارے ہاں سکولوں میں بھی استاد سمجھتے تھے کہ ایک گھنٹے کی پڑھائی یا چالیس منٹ کی پڑھائی کافی نہیں ہے اس لئے وہ گھر کا کام دیا کرتے تھے۔ یورپ میں یہ رواج بہت زیادہ ہے۔ جتنا کام وہاں دیا جاتا تھا اس سے بہت زیادہ کام یورپ میں گھر پر دیا جاتا ہے۔ تمام یونیورسٹیاں یہی کرتی ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک بچہ گھر جاکر خود ذمہ داری اور توجہ سے ان باتوں کو سمجھنے اور پڑھنے کی کوشش نہیں کریگا اس وقت تک محض کلاس کا پڑھا ہوا کافی نہیں ہے۔

تین دن کے جو اجتماعات ہیں ان میں تو بچے کو زائد وقت ملتا ہی نہیں ناممکن ہے کہ وہ رات ۱۱ بجے تک مصروف رہے اور پھر صبح چار بجے اس کو (نوافل) پر بھی اٹھانا ہو اور بیچ میں وہ گھر کے کام کی تیاری بھی کرے۔ اس لئے حقیقت پسندی بہت ہی ضروری چیز ہے۔ ساری دنیا کے اجتماعات کو حکمت سے بھر دیں۔ عقل کے مطابق کام کریں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ (-----) اللہ تعالیٰ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس لئے آپ اگر اجتماع میں شامل ہونے والے یا تربیتی کلاسز پر آنے والے بچوں پر یا بڑوں پر ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالیں گے تو ایک قسم کی خدائی کا دعوی کرنے والی بات ہے جو جھوٹی خدائی ہے کیونکہ سچا خدا تو بوجھ نہیں ڈالتا۔ یہ جھوٹے خدا ہی ہیں جو اپنی بے وقوفی سے بوجھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے لفظ تو بہت سخت بولا ہے لیکن جو آخری تجزیہ ہے وہ یہی بنتا ہے۔ انسان جب بھی خدا کی صفات سے ہٹ کر قدم اٹھاتا ہے تو عملاً ایک قسم کا جھوٹا خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگرچہ وہ بالارادہ نہ بھی ہو۔ اگر بالارادہ ہو تو وہ شرک ہے اور بہت بڑا گناہ ہے لیکن اگر غفلت کی حالت میں نا سمجھی میں کیا جائے تو شرک تو نہیں مگر شرک کے نقصانات ضرور رکھتا ہے کیونکہ انسان کو غیر اللہ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ صفات باری تعالیٰ سے ہٹ کر آپ جو بھی کام کریں گے اس میں فائدے سے محروم رہ جائیں گے۔ اس لئے تربیتی اجتماعات کو اس رنگ میں ترتیب دیں کہ جو کچھ وہاں پڑھائیں اس میں صرف نمونہ دیں اور وہ نمونے اتنے پکادیں اور اس محبت سے پڑھائیں کہ وہ نمونے ذہن نشین بھی ہوں اور دلنشین بھی ہوں۔ ان سے پیار ہو جائے۔(-----) اسطرح بار بار پڑھائیں کہ اس کے معانی سے محبت ہو جائے اور اس کا مضمون ذہن میں نقش ہو جائے۔ وہ یاد ہو اور اس طرح یاد ہو کہ پڑھنے کے ساتھ ذہن کو ترجمہ نہ کرنا پڑے بلکہ عربی الفاظ کے ساتھ ساتھ ہی وہ ترجمہ ذہن میں نقش ہو۔ (-----)

سال بھر کا گھر کا کام دیں

پھر ہوم ٹاسک کے طور پر ان کو دیں۔ ان کو کہیں کہ یہ ہم نے تمہیں یہاں سکھایا ہے۔ (. . . . . .) اب تم گھروں کو جاؤ گے تو جہاں جہاں بھی خدام الاحمدیہ کی تنظیم ہے یا انصار اللہ کی تنظیم ہے یا جماعتی تنظیم ہے (اس کے تابع اگر انتظام ہو رہا ہے تو) ان کو وہ ہدایت کریں کہ ان کو ٹیک اوور کرلو (سنبھالو)۔ ہم نے اتنا پڑھا کر بھیج دیا ہے آگے تم سنبھالو اور اس سے آگے نگرانی میں پڑھانا یہ مقامی طور پر تمہارا کام ہو گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تین دن کا جو پروگرام ہے وہ ایک سال تک بھی ممتد ہو سکتا ہے وہ تخم ریزی ہے جو آپ ان تربیتی اجتماعات میں کر سکتے ہیں جس سے آگے نشوونما ہو سکتی ہے مگر آپ نے اگر چند دنوں میں درخت کھڑے کرنے کی کوشش کی تو سارے درخت مر جائیں گے وہ جڑ نہیں پکڑ سکتے۔ بیج لگانے کی کوشش کریں اور تربیتی نقطہ نگاہ سے بھی بیج کی حد تک رہیں۔ عبادتوں کے قیام سے متعلق ایسی تلقین اور عبادات کے آداب سے متعلق ایسی تلقین کہ اس سے محبت پیدا ہو اور زبردستی (-----) کی ضرورت نہ پڑے بلکہ اجتماع میں شوق پیدا ہو جائے اور خود بخود لوگ (عبادات) پر قائم ہو جائیں۔ تھوڑا حصہ اپنے پیش نظر رکھیں اور اس تھوڑے کو دائمی بنانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ دعا کے ساتھ یہ کام کریں گے اور دعا کی اہمیت بھی دلوں میں جاگزیں کریں گے تو یہ جو چند دنوں کے پروگرام ہیں یہ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کی ساری نسل کے پروگرام بن سکتے ہیں۔ ان کی زندگیوں کے بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے بھی پروگرام بن سکتے ہیں۔ اس پوری صدی کا پروگرام بن سکتا ہے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ ان سارے اجتماعات کے لئے اگر پہلے لمبے چوڑے پروگرام مقرر کئے بھی جا چکے ہوں تو میری اس مختصر ہدایت کی روشنی میں حقیقت پسندانہ پروگرام بنائیں اور جیسا کہ میں نے کہا ہے وہی کوشش کریں کہ یہ پروگرام جاری ہو جائیں۔ سارے سال کے لئے شامل ہونے والوں کو فائدے پہنچائیں اور جب یہ آئندہ کلاس میں آئیں تو ان کی کیفیت بدل چکی ہو۔ اس سے بھی اگلے درجے کے طالب علم آپ تک پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معنی خیز پروگراموں کو خدا کی عطا کردہ توفیق کے مطابق بہت ہی زیادہ فائدہ مند بنانے کی ہمت عطا فرمائے۔

جلسہ سالانہ کی عظمت

جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں چند مثالیں رکھی تھیں اب دنیا سے کثرت سے خط بھی آنے شروع ہوئے ہیں اور جماعت کی طرف سے رپورٹیں بھی آرہی ہیں کہ اللہ کے فضل سے سب دنیا پر اتنا گہرا اثر پڑا ہے کہ اس سے پہلے اس کی کوئی اور مثال ہمیں اپنی زندگی میں دکھائی نہیں دیتی اور جنہوں نے دیکھا ان میں ہر جگہ یہی تڑپ پیدا ہوئی ہے کہ کاش ہم وہاں ہوتے۔ یعنی یہ نہیں کہا کہ شکر ہے ہم نے بھی دیکھ لیا۔ شکر تو ضرور کیا ہو گا لیکن ساتھ ہی یہ تڑپ پیدا ہوئی ہے کہ اوہو' ہو' ہو یہ تو صرف ٹیلی ویژن والا پروگرام نہیں تھا۔ وہاں تو شامل ہونا چاہئے تھا۔ خوش قسمت ہیں وہ جو وہاں پہنچے۔ چنانچہ مجھے آپ سب کے لئے مبارک باد کے پیغام بھی مل رہے ہیں کہ ہماری طرف سے ان کو مبارک باد دیں۔ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے) اللہ نے ان خوش نصیبوں کو توفیق بخشی اور خدا ہمیں بھی توفیق بخشے کہ آئندہ ایسے پروگراموں میں شرکت کر سکیں۔

ایک شخص نے تو بہت حکمت کی بات کہی ہے۔ اس نے کہا یہ عالمی بیعت دراصل بہت بڑے عالمی جلسے کی تیاری ہے اور مجھے تو اس سے یہ پیغام ملا ہے کہ اب ہمیں بہت وسیع عالمی جلسے کی تیاری کرنی چاہئے جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ہو گی۔ بات سچی ہے۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں تو دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کی تیاری اس رنگ میں کرنے کی توفیق بخشے (انتظامی تربیت تو اللہ کے فضل سے ہو ہی رہی ہے۔ خدا سے ہم یہی امیدیں لگائے بیٹھیں گے۔ یہی دعا ہوتی ہے) کہ جماعت کے انتظام بہتر سے بہتر ہوتے چلے جائیں مگر آنے والوں کی روحانی مہمان نوازی' ان کی دینی تربیت کی صلاحیت پیدا کرنا اور ان اجتماعات کو ایک عظیم روحانی اجتماع میں تبدیل کرنا یہ ہمارا اول مقصد ہے اور اسی مقصد پر نگاہ مرکوز رہنی چاہئے۔ اس مقصد کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھتے ہوئے دعائیں کریں کہ خدا ہمیں اس طرح کے عالمی جلسوں کی توفیق بخشے جو دنیا کے لحاظ سے بھی نظیر نہ رکھتے ہوں اور دین کے لحاظ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی نظیر نہ رکھتے ہوں۔ اس سلسلہ میں مکرم امیر صاحب کینیڈا کے خط کے بعض دلچسپ اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ تفصیلی خط ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اتنی جلدی اس پروگرام میں دلچسپی پیدا ہونی شروع ہوئی کہ ٹورانٹو ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ (بیت الذکر) میں حاضری دو ہزار سے تجاوز کر گئی یعنی بڑی دور دور سے ٹورانٹو کے علاقے سے دور دور سے دو ہزار احمدی مرد و زن بچے شامل ہوتے رہے اور بیچ کے جو ناغے تھے ان کو ہم نے (کلام الٰہی کے درس وغیرہ) درس ملفوظات سے سجایا۔ بہت ہی اچھا پیارا پروگرام بنایا۔ ایک بہت ہی دلکش مقامی جلسہ بن گیا جو ایک پہلو سے عالمی جلسے کا بھی حصہ تھا اور ایک پہلو سے مقامی جلسہ بنا ہوا تھا۔ ان کے لئے پھر خاطر مدارت کے بھی انتظام۔ لنگر خانہ (حضرت بانی سلسلہ) جاری ہوا۔ مارکیز (marquees) لگ گئیں۔ گویا کہ بہت ہی رونقیں لگیں اور کہتے ہیں کہ اتنا روحانی لطف آیا کہ الفاظ نہیں ہیں جو بیان کیا جا سکے۔ کہتے ہیں کہ افتتاحی تقریر کے بعد جس میں غالباً یہ اشارہ تھا کہ آئندہ کیا آنے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ لوگ سخت بیتاب ہوئے اور اس خواہش کا اظہار کرتے تھے کہ کاش ہم بھی اسلام آباد پہنچ جائیں۔ ایک دوست کی حالت تو ایسی غیر ہوئی کہ گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ بار بار کہتے تھے کاش میرے پر ہوں۔ میں بھی اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں۔ ایک دوست نے اگلے روز بتایا کہ وہ ائیرپورٹ جا کر ساری رات کوشش کرتے رہے کہ کوئی جہاز مل جائے تو میں پہنچ جاؤں۔ لیکن آج کل جہازوں پر مسافروں کا بہت دباؤ ہے کیونکہ چھٹیاں ہیں اور یہ سفروں کے موسم ہیں۔ اس لئے آج کل مغرب میں سفر کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے اور اگر پہلے بکنگ نہ کروائی جائے تو سیٹیں آسانی سے نہیں ملتیں۔ بہرحال ان کو مجبوراً واپس آنا پڑا۔

اس کے بعد انہوں نے بعض اور باتیں لکھی ہیں۔ ایک بات انہوں نے یہ لکھی ہے جس کی طرف میں خصوصیت سے آپ کو بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ نے اس دوران توحید کے ضمن میں یہ کہا کہ بعض لوگ جو مجھے کہتے ہیں کہ آپ کی دعا سے یہ ہوا۔ آپ کی دعا سے وہ ہوا۔ اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ اللہ کے فضل کی باتیں کیا کرو۔ کہتے ہیں یہ بات درست ہے لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ مثلاً ہم نے کوششیں کیں۔ دعائیں کیں لیکن کام نہیں بنے۔ آپ کو لکھا اور دعا کا جواب آیا اس سے بھی صاف پتہ لگتا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے اور ناممکن ہوتا ہوا کام ممکن ہو گیا۔ اور خدا کی طرف سے ہماری اس رنگ میں بڑی حوصلہ افزائی ہوئی کہ (امامت) سے تعلق اور دعاؤں کے نتیجہ میں ہمارے رکے ہوئے کام بھی چل پڑتے ہیں تو یہ حقیقت بھی سامنے ہے اور ادھر آپ کی نصیحت بھی ہے۔ اب بتائیں ہم کیا کریں۔

قبولیت دعا سے انکار نہیں

اصل واقعہ یہ ہے کہ قبولیت دعا سے وہ انکار نہیں تھا۔ مجھے یاد ہے کئی دفعہ حضرت امام جماعت احمدیہ) الثالث کے زمانہ میں مختلف وقتوں میں بعض مشکلات آپڑتی تھیں۔ بعض مسائل لاینحل دکھائی دیتے تھے۔ خود دعائیں کیں اور کوئی فرق نہ پڑا۔ ایک موقعہ خاص طور پر مجھے یاد ہے۔ میں دفتر وقف جدید میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ اچانک مجھے یہ خیال آیا کہ اب تک حضرت (امام جماعت احمدیہ) کی خدمت میں دعا کے لئے نہیں لکھا۔ چنانچہ دعا کے لئے لکھا اور دوسرے دن جواب آیا اور جواب کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سارا رکا ہوا کام بن گیا۔ ساری مشکل حل ہو گئی تو یہ واقعات درست ہیں اور اس میں کسی بندے کی ذات کا سوال نہیں ہے۔ بعض مناصب پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہے اور ان کا احترام دنیا میں قائم کرنے کے لئے، ان سے تعلق قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ غیر معمولی طور پر رحمت فرماتا ہے۔ پس جب تک میں حضرت (امام جماعت احمدیہ) الثالث کا ایک ادنیٰ غلام اور چاکر تھا میں آپ کی دعاؤں سے مدد حاصل کرتا رہا اور میں نے بہت برکتیں دیکھیں۔ پس اس حقیقت سے میں ہرگز انکار نہیں کر رہا۔ اس کے علاوہ سلسلہ کے بہت سے بزرگ ہیں جن کو میں جانتا ہوں۔ خود میں نے بھی ان کو دعاؤں کے لئے لکھا ہے اور ان کی برکتوں سے فیضیاب ہوا ہوں۔ اب بھی مجھے لکھنے میں نہ صرف عار نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے کہ بزرگوں کو جن کا خدا سے تعلق محسوس ہو ان کو دعا کے لئے لکھا جائے اور ہر طرف دعا کا یہ انتشار کیا جائے۔ یہ جماعت احمدیہ کا تشخص ہے۔ آج دنیا میں جماعت احمدیہ کے سوا کوئی جماعت نہیں ہے جہاں اس کثرت سے، اس تکرار سے اور اس یقین کے ساتھ دعاؤں کے چرچے ہوں اور دعاؤں کے لئے ایک دوسرے سے درخواستیں کی جا رہی ہوں۔ پس یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ دعا میں کچھ بھی نہیں ہے۔ دعا خدا تعالیٰ کے فضل جذب کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور قطعی ذریعہ ہے اور اتنا اہم ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دعا نہ ہوتی تو مجھے تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں تھی۔ پس دعا سے انکار نہیں تھا لیکن کہنے کے ڈھب ہوتے ہیں اور اگر ایک شخص خصوصیت سے اس طرح بات کرتا ہو کہ ذہن میں یہ تکلیف دہ خیال جگہ پا جائے کہ یہ مجھے خاص طور پر اٹھا رہا ہے اور گویا میرا مرتبہ بڑھا کر پیش کر رہا ہے مجھے بتا رہا ہے کہ سب کچھ آپ کی دعا سے ہوا اور بار بار اس بات کی تکرار کرتا ہے۔ کہنے کا انداز ہوتا ہے۔ اس صورت میں شدید تکلیف پہنچتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ جناب آپ کی دعا سے..... میں سن لیتا ہوں لیکن کہنے کی طرز مجھے پسند نہیں آتی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ کہیں کہ اللہ نے فضل فرمایا۔ آپ کی دعا قبول کر لی۔ یہ بیشک کہیں کہ مشکل میں تھے، اللہ نے بہت فضل فرمایا آپ کی عاجزانہ دعا کو پایۂ قبولیت میں جگہ بخشی اور اس کے نتیجہ میں رحم فرما دیا۔ یہاں تک تو کوئی شرک والی بات نہیں لیکن خدا کا ذکر ہی نہ آئے اور بار بار کہا جائے آپ کی دعا۔ آپ کی دعا۔ اس سے تو اعصاب ٹوٹ جاتے ہیں اور بعض دفعہ میں اس سے جان بوجھ کر عدم توجہ کرتا ہوں کیونکہ یہ کہنا بھی جائز نہیں ہے، مناسب نہیں ہے کہ اس کو کہا جائے کہ (اللہ پناہ دے) تم نے ایک مشرکانہ رنگ اختیار کیا ہے کیونکہ وہ بیچارا کہہ تو یہی رہا ہے نا کہ اللہ نے دعا قبول کی تو اس کی دل آزاری نہ ہو جائے اس لئے میں اعراض کرتا ہوں اور اعراض کرتا ہوں تو وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے سنا نہیں۔ چنانچہ ہر آدمی تو نہیں لیکن بعض ایسا کرتے ہیں کہ پھر بار بار وہی بات کرتے چلے جاتے ہیں تو یہ سارے تلخ تجربے میرے پیش نظر تھے جن کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے نصیحت کی تھی کہ صرف مجھے ہی نہیں اوروں کو بھی جن کی دعا قبول ہوتی ہے شکریہ کے طور پر بے شک کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا کہ ہم نے آپ کو بھی دعا کے لئے لکھا تھا۔ خدا نے آپ کی دعا بھی قبول فرمالی ہو گی اور اس سلسلہ میں جہاں تک آپ کی دعا کا تعلق ہے ہم آپ کے ممنون ہیں لیکن اصل احسان خدا ہی کا ہے۔ پس اللہ کے احسان کو ہمیشہ غالب رکھیں اور اتنا نمایاں طور پر غالب رکھیں کہ آپ کے ذہن کے بھی کسی گوشے میں یہ خیال نہ پیدا ہو کہ کوئی بزرگ آپ کا اس رنگ میں وسیلہ بنا ہے جیسے دنیا کے دوسرے مذاہب میں بت پرستی شروع ہو گئی ہے۔ آج نہیں تو کل یہ چیز بزرگ پرستی میں تبدیل ہو سکتی ہے اور بزرگ پرستی سے تو مجھے ایسی نفرت ہے کہ خدا نے میری طبیعت میں اس کے خلاف اشتعال رکھ دیا ہے۔ میں برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ دنیا میں بزرگ پرستی کی جائے۔ میں تو آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ سب اولیاء اللہ بنیں۔ بہت مزا آتا ہے جب دعا گو مربی لکھتے ہیں کہ افریقہ کے جنگلوں میں یہ ہو رہا تھا اور ہم بالکل عاجز آ گئے تھے۔ تو ہم نے عاجزانہ دعا کی اور خدا نے اس طرح نشان دکھایا۔ یہ تو بہت مزے کی بات ہے اور دل خوش ہو جاتا ہے لیکن بزرگ پرستی کا رنگ اختیار نہ کریں خواہ میری ذات سے متعلق ہی ہو کیونکہ یہ آئندہ نسلوں کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے۔ مرتبہ وہی ہے جو خدا کا مرتبہ ہے۔ اس کے بعد سارے مرتبے اس کے تعلق سے بنتے ہیں اور اس اولیت کو اور اس ثانویت کو اتنا واضح طور پر پیش نظر رکھنا چاہئے کہ شرک کو نہ تصور میں نہ عمل میں داخل ہونے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ اپنے آپ کو شرک سے کلیتہً پاک کریں۔

توحید کے نتیجے میں حاصل ہونے والا مرتبہ

پس یہی وہ توحید کا مضمون ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے متعلق (کلام الٰہی) نے یہ گواہی دی ہے کہ اے محمد ﷺ! تو یہ اعلان کر کہ ان صلاتی ونسکی کہ میری عبادتیں اور میری تمام تر قربانیاں، میری زندگی اور موت، میرا مرنا جینا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہو چکا ہے۔ اس مضمون کا اطلاق آپ ﷺ کی زندگی کے ہر شعبے پر مکمل تھا۔ اس آیت کی راجدھانی آپ کی مکمل ذات پر تھی۔ آپ کی ذات کا ایک ذرہ بھی اس آیت کے عمل سے باہر نہیں تھا۔ آپ کا وجود کامل طور پر اس آیت کے تابع زندگی بسر کر رہا تھا۔

اس ضمن میں جو گواہیاں کثرت سے ملتی ہیں ان میں سے ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں بیان ہوئی ہیں مگر غور طلب بات یہ ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ایسی ہیں جن میں انسان عموماً سمجھتا ہے کہ چھوٹی سی باتوں میں اگر خدا کی مرضی سے ہٹ بھی جایا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ بعض دفعہ چھوٹی باتوں میں اطاعت زیادہ عظمت کا نشان ہے اور توحید پرستی کی زیادہ علامت بن جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کو نہیں مارا، نہ کسی عورت کو، نہ خادم کو البتہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں خوب جہاد کیا ہے۔ یعنی مزاج ایسا تھا کہ کسی کے اوپر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتے تھے لیکن خدا کے راستے میں جہاد بہت کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ دراصل آپ کی نرمی بھی خدا کی خاطر تھی اور آپ کی سختی بھی خدا کی خاطر تھی۔ ایک پہلو جو اس میں بیان ہونے سے رہ گیا ہے وہ یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ کبھی کسی کو نہیں مارا تو کیوں نہیں مارا۔ اللہ کی وجہ سے اللہ کی محبت سے اور اللہ کے خوف سے کیونکہ یہ بات کہ نہ مارنے کا تعلق خدا کے خوف سے تھا یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے ثابت ہوتی ہے۔ غالباً ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ کسی غلام کو مار رہے تھے 'اس سے کوئی بہت نازیبا حرکت ہوئی تھی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس طرف بڑھے اور خدا کا خوف دلایا۔ کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ آپؐ کی آواز میں ایسا جلال تھا کہ حضرت ابن مسعود نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس غلام کو آزاد کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر نہ کرتے تو جہنم کا خطرہ تھا یعنی میں تمہیں جہنم کی آگ سے ڈراتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپؐ کا مار سے رکنا اللہ کے جلال کی وجہ سے تھا اور دوسروں کو جب آپؐ نے اس طرح کمزوروں پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو اس وقت آپؐ کے دل کی نیت کھل کر باہر آگئی۔ پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی بار آپ کو نصیحت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خاموش سیرت گہرے پانی کی طرح ہے۔ اس میں ڈوب کر آپؐ کے حسن و جمال کا اندازہ کریں تو حیران ہو جائیں گے کہ ان خاموش اداؤں میں خدا کی کتنی گہری محبت پائی جاتی تھی اور توحید کتنی زیادہ اس میں جلوہ گر تھی۔ (-----)

اللہ کی خاطر جہاد کیا سے مراد یہ ہے کہ جہاں خدا کی خاطر سختی کرنی پڑی ہے وہاں ضرور کی ہے اور وہ مثال نظر آتی ہے جو میں نے پہلے بیان کی تھی یعنی حدود کے اطلاق میں کوئی نرمی نہیں کی۔ اتنا نرم دل تھا کہ کسی کو ادنیٰ سی تکلیف بھی نہیں پہنچا سکتے تھے مگر جب اللہ تعالیٰ کی حدود کا سوال ہوا ہے تو دل کو پتھر کر لیا اور خدا کی رضا کی خاطر وہ سزا دی کہ آپ کی ذات کے ساتھ اس سزا کا دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ یعنی ایسی سزائیں کہ جن کو ہم سنتے ہیں تو آج بھی دل دہلتا ہے کہ اتنی سخت سزا ہے اور جاری کرنے والا وہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اس ذات کو اس سزا کے نتیجہ میں جو تکلیف پہنچتی ہو گی۔ یہ بھی وہ خاموش سیرت ہے جس کا بیان ہمیں نہیں ملتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب بھی کوئی سزا نافذ کرتے تھے تو چونکہ یہ آپؐ کی فطرت کے مخالف چیز تھی اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپؐ کو سزا پانے والے سے بڑھ کر تکلیف ہوتی تھی مگر رضائے باری کی خاطر خدا کے نام پر اس کی محبت میں جو جہاد فرمایا ہے وہ اس قسم کا جہاد ہے جس کا ذکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے ورنہ جو قتال ہے اس میں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم نے صرف ایک بدنصیب شخص کو نیزہ مارا تھا اور جس کی نوک سے آخر وہ مارا گیا۔ نوک لگنے سے ہی وہ زخم اتنا گہرا ہو گیا کہ وہ مر گیا ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمن کو عملاً مارنے کی کوئی اور گواہی میرے علم میں نہیں۔ ممکن ہے کہ لڑائی کے دوران کہیں تھوڑی بہت ضرب پہنچی ہو لیکن تاریخ نے محفوظ نہ کی ہو۔

پھر فرماتی تھیں: خدا کی خاطر انتقام چھوڑ دیتے تھے۔ انتقام نہیں لیتے تھے لیکن جب خدا کی حُرمت کا سوال اٹھتا اور شعائر کی بے حرمتی کی جاتی تو پھر اس کا انتقام ضرور لیتے تھے۔ مراد وہی بات ہے جو میں نے کی ہے کہ شعائر کی بے حرمتی میں اسی حد تک انتقام لیتے تھے جس حد تک اللہ تعالیٰ انتقام کی ہدایت فرماتا تھا اس سے بڑھ کر نہیں۔ پس (میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت کے وہ تمام پہلو ہیں جن میں آپ کا کسی غصہ کے اظہار سے رک جانا بھی شامل ہے۔ محبت اور پیار کا اظہار بھی شامل ہے۔ عفو بھی شامل ہے اور سزا بھی شامل ہے۔ یہ تمام امور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توحید کے ساتھ کامل وابستگی کے نشان ہیں۔ توحید کے ساتھ کامل وابستگی ان معنوں میں کہ خدا کے بعد کوئی ذات باقی نہ رہی۔ اپنی ذات بھی آپؐ نے کھو دی۔ جہاں تک آپؐ کی کائنات کا تعلق تھا اس کائنات میں خدا کے سوا کوئی وجود نہیں تھا اور خدا کے وجود کے حوالے سے دوسرے وجود ابھرتے تھے۔ خدا ان وجودوں سے جو سلوک چاہتا تھا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہی سلوک ان سے کرتے تھے۔ اپنی ذات بھی مٹ گئی تھی۔ ساری کائنات مٹ چکی تھی۔ صرف ایک اللہ باقی تھا اور اللہ کے حوالے سے ایک نئی کائنات ابھری تھی۔ موحد کے لئے ایک نئی دنیا پیدا ہوا کرتی ہے۔ تبھی (کلام الٰہی) نے خلق آخر کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ وہ (صاحب ایمان) حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے تعلق باندھ لیتا ہے اور خدا کا اس سے تعلق قائم ہو جاتا ہے اس الٰہی تعلق کے نتیجہ میں وہ خلق آخر پاتا ہے۔ اگر اس کو اسی دنیا میں نئی خلق عطا ہوئی ہے تو باقی دنیا بھی دراصل اس کے لئے ایک نئی خلق کی صورت میں ابھرتی ہے۔ وہ دنیا کو نئے زاویہ سے دیکھنے لگتا ہے۔

جہاد کے دوران اللہ کی غیرت

جہاں تک جہاد کے دوران حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے لئے غیرت کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ایک لمبی حدیث میں سے ایک حصہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جنگ احد میں جب وہ دردناک واقعہ پیش آیا کہ وہ صحابہؓ جو ایک درے پر مامور فرمائے گئے تھے اور حکم تھا کہ تم نے وہاں سے کسی قیمت پر نہیں ٹلنا لیکن ان میں سے بعض نے جب یہ دیکھا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں اور بے تحاشہ بھاگ رہا ہے تو انہوں نے یہ سمجھا کہ اب ہمارا جو دائرۂ امر تھا وہ ختم ہو گیا ہے یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارے لئے جو حکم دیا تھا اس کا دائرہ ختم ہو گیا۔ اب اس کی حد ختم اور اب ہم آزاد ہیں جو چاہیں کریں۔ فتح ہو گئی۔ ساری عمر کے لئے تو یہاں نہیں بیٹھنا تھا۔ گویا یہ ان کے ذہن نے سوچا اور یہ سوچ غلط تھی کیونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمان بالکل واضح تھا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں خواہ فتح بھی ہو جائے تم نے نہیں ٹلنا۔ بہرحال غلطی ہوئی اور اس کی بہت بڑی سزا سب مسلمانوں کو بھگتنی پڑی کیونکہ بعض دفعہ ایک غلطی سے قوم کو سزا ملتی ہے۔ ایک ڈرائیور ایکسیڈنٹ کرتا ہے لیکن ساری بس کے لوگ مارے جاتے ہیں۔ یہ ایک قانون قدرت ہے کہ بعض غلطیاں قوم کے لئے تکلیف دہ بن جایا کرتی ہیں۔ بہرحال جب وہ ابتلا کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے بعض عشاق کے جھرمٹ میں ایک غار میں پناہ گزیں تھے اس وقت ابوسفیان نے بڑی تعلّی سے یہ اعلان کرنا شروع کیا کہ ہم جیت گئے۔ بدر کا بدلہ لے لیا گیا اور اس اعلان کے بعد اس نے بلند آواز سے یہ کہا کہ کیا مسلمانوں میں محمد ﷺ ہے؟ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم زندہ موجود ہیں؟ صحابہ رضی اللہ نے جواب دینے کی کوشش کی لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا کہ بالکل جواب نہیں دینا۔ پھر اس نے اعلان کیا کہ کیا ابن ابو قحافہ ہے 'یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلند آواز سے تین دفعہ اس نے یہی کہا لیکن حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اجازت نہ دی تھی اس لئے سب خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ جب اس نے کہا کہ ابن خطاب ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کچھ بے قابو ہوئے اور جواب پر تلے کیونکہ آپ کے مزاج میں اس لحاظ سے ذرا زیادہ تیزی پائی جاتی تھی کہ کون ہوتا ہے عمر (رضی اللہ عنہ) کی بے عزتی کرنے والا۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پھر ہاتھ کے خاص اشارے سے کہا کہ نہیں بالکل جواب نہیں دینا۔ چنانچہ وہ خاموش رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دے دیا تھا مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت کرنے والے نے شاید غلطی کی ہو۔ مجھے اس بات پر تسلی نہیں ہے کیونکہ آخر وقت پر جو بات رونما ہوتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک صحابہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اشارے پر خاموش ہی رہے تھے اور دشمن کو پتہ نہیں لگ سکا تھا کہ وہ کہاں پناہ گزیں ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہستہ آواز میں اپنے دل کا غصہ نکال لیا ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کے احترام میں اونچی آواز استعمال نہ کی ہو مگر یہ پہلو غور طلب ہے کہ آپ نے جواب دیا تھا یا نہیں بہرحال جب یہ بات ختم ہوئی تو پھر ابوسفیان نے بڑے زور سے یہ نعرہ لگایا۔ اُعْلُ ھُبَل۔ اُعْلُ ھُبَل۔ کہ ھبل کی سر بلندی ہو۔ ھبل کی سربلندی ہو۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بے قرار ہو گئے اور فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے۔ جواب کیوں نہیں دیتے۔ یعنی جب تک ذاتی انسانی عزتوں کا سوال تھا تو آپ کو کوئی پرواہ نہیں تھی اور حکمت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ بہت زخمی تھے 'چند تھے 'کمزور تھے' دشمن بڑا غالب تھا اور عارضی فتح اس کے سر کو چڑھی ہوئی تھی۔ ایسے موقعہ پر جواب دیکر اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے والی بات تھی۔ پس جب تک انسانی عزتوں کا سوال تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بار بار سختی کے اشارے سے صحابہؓ کو منع کیا۔ نہ اپنی عزت کی پرواہ کی نہ دوسرے صحابہ کی عزت کی مگر جب اس نے ھبل جھوٹے خدا کی بلندی کا نعرہ لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بے قرار ہوئے اور فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے' جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا: اس سے کہو اور یہ اعلان کرو کہ اللہ اعلیٰ واجل اللہ اعلیٰ واجل۔ خدا ہی ہے جو سب سے زیادہ معزز ہے اور سب سے زیادہ جلیل القدر اور جلیل الشان ہے۔ اس سے زیادہ شاندار کوئی وجود نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جلال اور جمال

پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے جمال کے تابع تھا اور کوئی فیصلہ خدا کی عظمت کے تصور کے بغیر نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ انسانی عظمت کے تصور کو آپ کے فیصلوں میں کوئی دخل نہیں تھا کلیتہً اللہ کی عظمت کے پیش نظر آپ بولتے تھے اللہ کی عظمت کے پیش نظر خاموش رہتے تھے اور کسی انسانی مفاد کا آپ کے بولنے اور آپ کی خاموشی میں کوئی دخل نہیں تھا۔ جب خدا تعالیٰ کی توحید بیان کرتے تو ایک خاص جوش پیدا ہو جاتا تھا۔ ایک خاص جلال پیدا ہوتا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی پر اتنا گہرا اثر پڑتا تھا کہ بعض ایسے خطابات ہیں کہ جن کو صحابہؓ نے سنا اور از بر کر لیا اور آگے اپنی نسلوں تک ان خطابات کو پہنچاتے رہے کہ ایک موقعہ پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس طرح اللہ تعالیٰ کے جمال اور جلال کا ذکر فرمایا۔ ان الفاظ میں آپ کے سامنے میں یہ حدیث رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کر رکھا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گم گشتہ راہ ہو سوائے ان لوگوں کے جن کو میں صحیح رستے کی ہدایت دوں۔ پس مجھ سے ہدایت طلب کرو۔

یہاں "اپنی ذات پر ظلم حرام کر رکھا ہے" کے بعد فرمایا "اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے" ان دو باتوں کا گہرا تعلق ہے اور یہ تعلق میں آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں انسان کے تمام مصالح اور تمام مفادات مجتمع ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر خدا ہی ہے اور کچھ نہیں تو انسان کے سارے مفادات اس ایک ذات سے وابستہ ہو جاتے ہیں لیکن وہ مفادات حاصل کیسے ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان اسرار سے پردہ اٹھایا ہے اور یہ فرما رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی ذات پر ظلم حرام قرار دیا ہے پس جب تک تم اپنی ذات پر ظلم حرام قرار دیئے رکھو گے تمہارا تعلق خدا سے رہے گا جو تمہیں ظلموں سے بچانے کا ذمہ دار ہو جائے گا۔ اگر تم نے اپنی ذات پر ظلم حلال کر لئے تو خدا کے اس پہلو سے تمہارا تعلق ٹوٹ جائے گا یعنی خدا کی ذات سے تعلقات کی دراصل ایک حبل نہیں بلکہ بہت سی رسیاں ہیں اور ہر رسی کا کسی خاص حصے سے تعلق بنتا ہے۔ بعض لوگ کسی ایک صفت میں اللہ تعالیٰ کی کامل غلامی اختیار کرتے ہیں اور اسی کے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بعض دوسری صفات میں ویسے نہیں ہو سکتے۔ خدا اس پہلی نیکی کے پھل سے ان کو محروم نہیں رکھتا۔ جس جگہ بھی اور جتنا بھی تعلق انسان خدا سے باندھے اسی حد تک خدا اپنے رحم و کرم کے جلوے اور اپنے فضل کے جلوے اس انسان کو دکھاتا ہے۔ پس ٹکڑوں ٹکڑوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو نصائح فرمائی ہیں ان میں یہ حکمت ہے کہ تم کمزور انسان ہو۔ کس طرح دنیا کے ظلموں سے بچ سکتے ہو۔ تم میں طاقت ہی نہیں ہے لیکن تم میں ایک طاقت ضرور ہے کہ اگر چاہو تو دنیا کو اپنے ظلموں سے بچا لو۔ اللہ تعالیٰ تم سے یہ توقع تو نہیں رکھتا کہ تم طاقت سے بڑھ کر دنیا کے ہر ظالم کے ظلم سے بچتے رہو جیسے فرمایا (اللہ کسی جان پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا) لیکن اس کے ساتھ ہی یہ نصیحت ضرور کرتا ہے کہ خدا کے نام پر بنی نوع انسان کو اپنے ظلموں سے بچاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خدائے واحد کی غیرت تمہاری حفاظت فرمائے گی اور تمہیں بنی نوع انسان کے ظلموں سے بچائے گی۔ پھر فرمایا: اے میرے بندو! تم سب گم گشتہ راہ ہو سوائے ان لوگوں کے جن کو میں صحیح رستے کی ہدایت دوں' پس مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ ایک ہدایت تو وہ ہے جو (کلام الٰہی) کی صورت میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ہم تک آ پہنچی اور وہ جاری و ساری ہدایت ہے۔ پھر یہاں کس ہدایت کا ذکر ہے؟

اللہ ہی سے ہدایت مانگیں

اصل واقعہ یہ ہے کہ (کلام الٰہی) کی ہدایت سے فیض یاب ہونے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگنی پڑتی ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو (کلام الٰہی) پڑھتے ہیں۔ جگہ جگہ ان کے لئے اشکال آتے ہیں۔ وہ علماء کی طرف دوڑتے ہیں۔ کتابیں بھی پڑھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ وہ مشکلات دور ہو جائیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ محنت کرنی چاہئے مگر سب سے پہلے دعا کرنی چاہئے اور یہی مضمون یہاں بیان ہوا ہے۔ وہ لوگ جو دعا کی طرف متوجہ نہ ہوں اور انسانوں سے (کلام الٰہی) کے مسائل سمجھنے کی کوشش کریں۔ پہلا انحصار انسانوں پر ہو ان کو کبھی بھی سچا عرفان نصیب نہیں ہوتا۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ پھر ان کو ایک اشکال کے بعد دوسرا اشکال دکھائی دینے لگتا ہے۔ ایک مسئلہ حل ہوتا ہے تو ایک اور کھڑا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے ایک موقعہ پر بڑی واضح نصیحت فرمائی کہ تم مجھ سے پوچھتے ہو۔ اچھی بات ہے پوچھا کرو لیکن دعا تو کیا کرو۔ دعا کر کے خدا سے براہ راست ہدایت تو طلب کیا کرو۔ پھر بہت سے ایسے مسائل ہیں جو خدا خود تمہیں سمجھا دے گا اور اس طرح ہر بات میں احتیاج نہیں رہے گا۔ یہ لازم ہے کہ ہر انسان کا ایک مرتبہ' ایک مقام ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بعض کو زیادہ عرفان عطا کیا ہوتا ہے۔ بعضوں کو کم اس لئے دعا کے بعد بھی ایک احتیاج رہ جاتا ہے لیکن اس احتیاج میں اور دعا کے بغیر احتیاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ دعا کے بعد جو احتیاج باقی رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ خود پورا فرماتا ہے۔ تسلی عطا کرتا ہے جو ہر سائل کا اصل مقصد ہے کہ اس کے دل کو تسلی نصیب ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت بھی تو یہی تھی۔ دل میں ایک اشکال پیدا ہوا کہ مردے کیسے زندہ ہوں۔ وہ قومیں جو صدیوں سے مری ہوئی ہیں یہ کیسے زندہ ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو ایمان نہیں لاتا۔ عرض کیا کہ اے آقا! ایمان تو لاتا ہوں لیکن دل کو بھی تو اطمینان نصیب ہو۔ بہت ہی پیاری بات ہے۔ اس کو پیش نظر رکھیں ایمان کے ذریعہ قرآن کریم کی ہر بات کو تسلیم کرنا یہ اور بات ہے۔ یہ ایمان اور (-) کے ساتھ تعلق والی بات ہے۔ طمانیت قلب کا مضمون اور ہے۔ آپ ہاں کہہ جاتے ہیں۔ سر تسلیم خم کر دیتے ہیں لیکن بعض دفعہ دل مطمئن نہیں ہوتا۔ اطاعت کے جذبے سے ایسا کرتے ہیں مگر انبیاء اور اصدقاء کی سنت یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے تسکین دل بھی طلب کرتے ہیں اور اس کے بغیر ایمان کو درحقیقت دائمی زندگی نصیب نہیں ہوا کرتی۔ جہاں طمانیت قلب میں کمی ہو وہاں جگہ جگہ خلا پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ خلا جو ہیں وہ عمومی کمزوری کا موجب بن جایا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ جب ہوائی جہازوں کے پر ٹوٹ جاتے ہیں اور تحقیق کی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ جب ان کو بنایا گیا تھا تو ہوا کے بعض بلبلے ان کی تخلیق میں داخل ہو گئے اور جہاں جہاں بلبلہ ہے وہاں وہاں کمزوری ہے۔ پس کثرت استعمال سے ان بلبلوں کے اردگرد کمزوری بڑھنی شروع ہوئی اور بالآخر وہ پر ٹوٹ گئے جب کہ سائنس کے نقطہ نگاہ سے جس طرح تیاری کی جاتی ہے بظاہر ان کو نہیں ٹوٹنا چاہئے۔ پس ایمان میں بھی بعض دفعہ خلا کے بلبلے آ جاتے ہیں اور وہی جگہ ہے جس کا طمانیت سے تعلق ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل مطمئن نہیں ہوتے ان کو لازماً اللہ کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور خدا سے ہدایت طلب کرنی چاہئے اور خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم مجھ سے ہدایت مانگو گے تو میں تمہیں ضرور ہدایت دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ہدایت عطا کرنے کے کئی رستے ہیں۔ بعض دفعہ دل میں ایک سوال اٹھتا ہے تو ضروری نہیں کہ اس کا جواب خدا کی طرف سے رؤیا میں ملے یا ویسے القاء ہو اچانک ایک کتاب پر ہاتھ پڑ جاتا ہے اور اس کتاب میں وہی مضمون بیان ہوا ہوتا ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی کوئی تحریر سامنے آ جاتی ہے جس سے سارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ پس ہدایت طلب کرنے کی عادت کو اختیار کریں اور اس کو پکڑ لیں۔ ہر مشکل کے وقت پہلے اللہ ہی کا خیال آنا چاہیے۔ خدا ہی سے مدد مانگیں۔ ہر مسئلے کے وقت پہلے اللہ سے پوچھیں اور پھر دنیا کی کوششیں ضرور کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں برکت ڈالے گا۔ پھر فرماتا ہے: میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھانا کھلاؤں پس مجھ سے رزق طلب کرو۔ میں تم کو رزق دوں گا۔ یہاں صرف بھوکے پیش نظر نہیں ہیں جن کو واقعی کھانا نہیں ملتا۔ امیر بھی اور غریب بھی تمام بنی نوع انسان اس میں شامل ہیں۔ پس ہر کھانا جو ہمیں نصیب ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ رزق ہے۔ اگر خدا اس رزق سے ہاتھ کھینچ لیتا تو ہمیں نصیب نہ ہوتا۔ بعض دفعہ خدا تعالیٰ اس طرح بھی ہاتھ کھینچتا ہے کہ رزق سامنے ہے لیکن کھانے کی توفیق ہی نہیں۔ بچے ہیں جن کو بیماری ہو جاتی ہے اور بھوک ہی نہیں لگتی۔ ماں باپ روتے پھرتے ہیں کہ ان کو ہم اچھے سے اچھا کھانا دیتے ہیں لیکن ان کے نصیب میں ہی نہیں ہے۔ پس یہ بہت بڑا اور وسیع مضمون ہے جس کا زندگی کے ہر شعبے سے تعلق ہے جس میں انسان رزق کا محتاج ہو خواہ وہ رزق مال و دولت کی شکل میں ہو۔ خواہ وہ کھانے پینے کی شکل میں رزق ہو۔ بعض دفعہ مال و دولت نصیب ہوتا بھی ہے لیکن اس کا فیض انسان کو حاصل نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے امیر لوگ ایسے ہیں جن کے سینوں میں آگ لگی رہتی ہے۔ کچھ بھی فائدہ نصیب نہیں ہوتا۔ پس فرمایا ہے کہ میں رازق ہوں۔ میں رزق دیتا ہوں مجھ سے مانگو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں رزق نصیب بھی ہو تو خدا سے ضرور رزق مانگنا چاہئے۔ وہ رزق خدا کی طرف سے عطا کردہ رزق بنا ہوا ہو اور ہماری کمزوریوں کے نتیجہ میں حاصل کردہ رزق نہ ہو۔ جب آپ اس مضمون میں داخل ہوں تو مالی معاملات میں صفائی کا مضمون اس کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ایک طرف انسان خدا کو یہ عرض کرتا ہے کہ اے خدا! میرا تو ہر کھانا تیری عطا ہے۔ تجھ سے نہ مانگوں تو مجھے کچھ بھی نہ ملے اور دوسری طرف بھائیوں سے' دوستوں سے بددیانتیاں بے ایمانیاں اور جھوٹے وعدے کر کے پیسے بٹورنا بلکہ بعض لوگ اپنے ماں باپ کی وفات پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے بھائیوں اور بہنوں کے حق مار جاتے ہیں۔ کئی ایسے مقدمے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ بہنیں عمر بھر روتی رہیں لیکن ظالم بھائی قابض تھے انہوں نے جائیداد میں سے بہنوں کو کچھ نہ دیا۔ یہ ساری مثالیں عملاً شرک کی مثالیں ہیں اور ان کا تعلق اس حدیث کے اس حصے سے ہے کہ میں رزق دیتا ہوں مجھ سے طلب کرو۔ دھوکے بازیاں کیوں کرتے ہو۔ بددیانتیاں کیوں کرتے ہو۔ ایک دوسرے کا حق کیوں مارتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ کھانا جو تم کھا رہے ہو وہ خدا کا عطا کردہ نہیں رہے گا یعنی خدا تعالیٰ کی رضا اس میں شامل نہیں رہے گی اور ایسا رزق تو زہر بن جائے گا۔ تمہارے دین و دنیا کے لئے تباہی کا موجب بن سکتا ہے۔ پھر فرمایا: میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جس کو میں لباس پہناؤں۔ اب دیکھیں ہم سب نے لباس پہنے ہوئے ہیں اور کبھی خیال ہی نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے لباس پہنایا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دستور یہ تھا کہ جب کوئی لباس پہنتے تھے تو پیار کے ساتھ (اللہ کے نام کے ساتھ) پڑھا کرتے تھے اور اس کو اس طرح ہاتھ لگاتے تھے جس طرح ایک محبوب نے تحفہ دیا ہے۔ محبت اور ملائمت کے ساتھ ہاتھ پھیرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے کہ اس نے عطا کیا ہے تو وہ لباس تھا جو واقعی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا۔ وہ دنیا کا لباس بھی لباس التقویٰ بن گیا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہر لباس 'لباس التقویٰ تھا کیونکہ ہر لباس کو اللہ کی عطا سمجھتے تھے۔ وہ بیوقوف جن کے پاس بے شمار لباس پڑے ہوئے ہیں اور وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ہماری کوششوں سے ہماری محنتوں سے ہمیں نصیب ہو گئے ہیں اور خدا کا شکر دل میں پیدا نہیں ہوتا وہ ننگے ہی رہتے ہیں۔ پس یہاں تم ننگے تھے میں تمہیں پہناتا ہوں' کا ایک اور مضمون بھی ہے اور وہ یہ کہ تم ہر لباس میں ننگے ہو جب تک اللہ تمہیں لباس فاخرہ عطا نہ کرے۔ پس خدا سے لباس مانگو۔ غالب بھی کہتا ہے۔

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوب برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا

میری تو ساری زندگی ایک ننگے وجود میں کٹی۔ ننگے وجود کے دو معنی ہیں۔ اصل معنی تو ہے۔ وجود کے لئے شرم یعنی میرا وجود وجود کے لئے ایک شرم اور عار تھا۔ ایسا ناقص انسان تھا کہ وجود گویا مجھ سے شرمندہ ہوتا تھا کہ یہ بھی کوئی وجود ہے لیکن اس میں ایک فن ہے۔ کھیل کھیلا گیا ہے۔ ننگے کا مطلب ویسے ننگا ہونا بھی ہے۔ ان دونوں مضمونوں کو اکٹھا کر کے غالب کہتا ہے۔

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوب برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا

میرے ننگے پن کے سارے داغ کفن نے ڈھانپ لئے ورنہ میں تو ہر لباس میں ننگا ہی تھا یعنی دوسرے معنوں میں یہ بات بنتی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تم خدا کے فضل کے بغیر ایسے ننگے ہو کہ کفن بھی تمہارا ننگ نہیں ڈھانپ سکتا۔ صرف اللہ کا فضل اور فیض ہے جو تمہارے تن ڈھانپ سکتا ہے۔ پس اگر لباس التقویٰ چاہتے ہو تو ہر لباس پر اس طرح نظر کرو کہ گویا خدا نے عطا کیا ہے اور اپنے آپ کو اس کے بغیر ننگا سمجھو تو ہمارا ہر لباس جو بھی ہے وہ تقوی کا لباس بن جائے گا اور خدا کے فضلوں کا لباس بن جائے گا۔ وہ ہمارے ظاہری عیوب ہی نہیں ڈھانپے گا خدا کے فضل کا ہاتھ اس میں ایسی برکت ڈالے گا کہ ہمارے باطنی عیوب بھی ہر لباس میں چھپے رہیں گے پھر حضرت اقدس محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! تم دن رات غلطیاں کرو تو بھی میں تمہارے گناہ بخش سکتا ہوں پس مجھ سے ہی بخشش مانگو۔

اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اس لئے باقی آئندہ جمعہ میں (اللہ نے چاہا تو) بیان کروں گا تاہم اس ضمن میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ خدا سے بخشش طلب کرنے کا تعلق بھی انسان کے بخشش کرنے سے ہے اور وہ شخص جو خدا کی راہ میں خدا کی مرضی کے تابع بخشش کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ہمیشہ بخشش کی نظر رکھتا ہے ہمیشہ اس سے بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ یہ مضمون بعض دفعہ لوگوں کے ذہنوں میں الجھ جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بخشش کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات میں بخشش کر دو حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا کہ خدا کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنے دل کی نرمی کو دخل نہیں دینے دیتے تھے۔ مجھے بھی بعض لوگ لکھ دیتے ہیں اچھا ہوا آپ نے بخشش کا مضمون بیان فرما دیا۔ آپ ہم سے ناراض ہیں اور فلاں بات پر ہمیں سزا ملی ہوئی ہے۔ اب اس بخشش کے حوالے سے بخش دیں ورنہ خدا آپ کو نہیں بخشے گا۔ یعنی یہ کہتے تو نہیں ہیں لیکن مراد یہی ہوتی ہے حالانکہ وہ ایسے مقامات ہیں کہ اگر میں بخش دوں تو خدا مجھے نہیں بخشے گا کیونکہ وہاں مجھے اجازت نہیں ہے۔ انصاف کے ایک ہاتھ سے ہر قصوروار سے جو سلوک ہے خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی ہو وہ مجبوری ہے۔ وہاں وہ حدیث سامنے آتی ہے کہ اگر میری بیٹی فاطمہ نے بھی یہ کام کیا ہوتا تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ پس بخشش کے بھی مقامات ہیں اور مراد یہ نہیں ہے۔ کہ آنکھیں بند کر کے بخشتے چلے جاؤ۔ ایسی بخشش کی اجازت ہے جس سے خدا راضی ہو۔ للہ ہو۔ ایسی بخشش کی اجازت نہیں ہے جس سے خدا ناراض ہو۔ اس دائرے میں رہتے ہوئے آپ جتنا بھی بخشش سے کام لیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو گا اور خدا آپ سے بخشش کا سلوک فرمائے گا۔ اب چونکہ وہ پہلا وقت جو غلطی سے استعمال نہیں ہو سکا تھا اور اس کے بدلے ہمیں پندرہ منٹ زائد دیئے گئے تھے وہ بھی ختم ہو گئے ہیں اس لئے آج اس خطبہ کو میں ختم کرتا ہوں باقی (اللہ نے چاہا تو) اسی مضمون کو اگلے خطبہ میں آگے بڑھایا جائے گا۔

الفضل کی قیمت میں اضافہ

اخباری کاغذ کی قیمت و دیگر اخراجات میں اضافہ کی وجہ سے ملکی اخبارات نے قیمتوں میں اضافہ کیا ہے۔ مجبوراً روزنامہ الفضل کے سالانہ چندہ میں یکم نومبر ۹۳ء سے ۲۰۰ روپے سالانہ اضافہ کیا جا رہا ہے۔ نئی قیمتیں درج ذیل ہوں گی۔

اندرون پاکستان

سالانہ چندہ	۶۰۰/- روپے
ششماہی چندہ	۳۰۰/- روپے
سہ ماہی چندہ	۱۵۰/- روپے
خطبہ نمبر سالانہ	۱۲۰/- روپے
فی پرچہ	۲/- روپے

بیرون پاکستان

	صرف خطبہ نمبر	ہفتہ وار پیکٹ	روزانہ پیکٹ
۱۔ خلیجی ریاستیں، سعودی عرب، مصر، الجیریا	۱۶ ڈالر	۶۵ ڈالر	۹۰ ڈالر
۲۔ انگلستان، یورپ، افریقہ، جاپان، انڈونیشیا	۲۰ ڈالر	۸۰ ڈالر	۱۱۰ ڈالر
۳۔ کینیڈا، یونائیٹڈ سٹیٹس	۲۵ ڈالر	۱۱۰ ڈالر	۱۲۵ ڈالر
۴۔ جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی	۳۰ ڈالر	۱۱۵ ڈالر	۱۵۵ ڈالر
۵۔ بھارت، نیپال، بھوٹان، سری لنکا	۱۰ ڈالر	۵۰ ڈالر	۶۰ ڈالر
۶۔ بنگلہ دیش، ایران، عراق، اردن، شام، ترکی	۱۰ ڈالر	۴۵ ڈالر	۵۰ ڈالر

(مینیجر الفضل)

تحریک جدید کیا ہے اور اس کی غرض و غایت کیا ہے

اس عظیم الشان تحریک کو جاری کرنے والے مقدس وجود سیدنا حضرت امام جماعت الثانی نے اس کے آغاز ہی میں تحریک جدید کی حقیقت اور غرض و غایت ان الفاظ میں بیان فرما دی تھی۔ فرمایا:۔

"ایک مدت سے میری خواہش تھی کہ جماعت کو سادہ زندگی کی عادت ڈالوں۔"

(کتاب مطالبات صفحہ ۱۵)

تعلیم و تربیت کا یہ ہمہ گیر منصوبہ جو تحریک جدید کے نام سے موسوم ہے کی بنیاد دراصل سادہ زندگی پر ہے اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ منصوبہ جو ستائیس مطالبات پر مشتمل ہے ان میں سے اگر مطالبہ اول یعنی سادہ زندگی پر عمل نہ کیا جائے تو یہ منصوبہ سو فیصدی حد تک کامیاب نہیں ہو سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یتامیٰ کمیٹی دارالضیافت ربوہ

حضور انور کے منصوبہ "کفالت یکصد یتامیٰ" کے بارے میں ضروری اعلانات

۱۔ امانت یکصد یتامیٰ

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضرورت کے لحاظ سے تین صد روپیہ ماہوار سے سات صد روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی اس خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

۲۔ مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثا توجہ فرماویں

حضور انور کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی

دارالضیافت، ربوہ

ایک نادر موقعہ

نئی جلسہ گاہ کے بالکل سامنے شمال کی جانب
کہکشاں ہاؤسنگ سکیم ربوہ گورنمنٹ سے منظور شدہ
میں (۵، ۱۰، ۱۵ مرلہ) آسان اقساط
پر چند پلاٹس برائے فروخت رہ گئے ہیں۔ پہلے
آئیں پہلے پائیں کی بنیاد پر بکنگ جاری ہے
خواہشمند حضرات فوری رابطہ کریں
عزیز احمد خان پراپرٹی مرکز ۳۔ بلال مارکیٹ ربوہ
فون گھر ۴۱۴، ۲۱۱۸۴۲

روائتی زیورات
جدید فیشن کے ساتھ
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر:۔ حنیف احمد کامران
فون:۔ ۶۴۹ ـ ۰۴۵۲۴

ہر سائز کے معیاری ڈش انٹینا
ہم مستقبل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈش انٹینا تیار کرتے اور احباب جماعت کی خدمت میں مناسب قیمت میں پیش کرتے ہیں۔
مختلف شہروں میں ڈیلرز درکار ہیں
ٹی وی پوائنٹ
کوتوالی روڈ فیصل آباد
فون نمبر ۳۰۸۰۶ فیکس: ۶۱۰۱۷۸

۱۹۱۱ سے مصروف خدمت
حکیم عبدالحمید اعوان الحمید ابن حکیم نظام جان
خواتین کے لیے انتظام کے ساتھ
خداوند کریم کی رحمت سے 80 اسی سال سے زیادہ عرصہ سے لاکھوں مایوس مریضوں کو صحت یاب کر کے ان کی دعائیں حاصل کر رہا ہے، آپ بھی اپنی دیرینہ خواہشات کی تکمیل کیلیے خود مل کر یا بذریعہ ڈاک علاج و مشورہ کر سکتے ہیں

اولاد سے محرومی ۔ اولاد نرینہ کی خواہش ۔ اولاد کا پیدا ہو کر فوت ہو جانا
اٹھرا ۔ لیکوریہ ۔ ایام کی بے قاعدگی
بچوں کا سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس ۔ شوگر وغیرہ
برانچیں
محمود آباد 3 کراچی 44 نزد پوسٹ آفس فون پی پی PP. 548179
نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ، ملتان فون پی پی PP. 510564
نارووال مریدکے روڈ، چوک قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ
نزد لاری اڈہ کس اقصیٰ چوک ربوہ ضلع جھنگ 906
کوٹھی 2029 سٹریٹ 32 سیکٹر آئی 10/2 اسلام آباد
جوہر ڈیویسکیم فیز ۱ بالمقابل مسجد چک مزنگ نیو کیمپس روڈ لاہور
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
ہیڈ آفس: پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ
سب آفس: چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون: 218534-219065

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر
الرحیم نیو جیولرز
پہلی منزل بھایانی چیمبرز
خورشید مارکیٹ حیدری
کراچی۔ فون 664-0231
664-3442
فیکس (92-21) 6643299

تریاقِ اٹھرا فی ڈبی ۔/۲۰ | نور کاجل فی شیشی ۔/۵ | نورِ نظر اولاد نرینہ کے لئے فی کورس ۔/۶۲۵ | زد جامِ عشق ۳۰ گولی ۔/۳۰۰ | اکسیر معدہ ۔/۸ ۔/۱۵ ۔/۳۰ | قندِ شفا نزلہ زکام دور کرنے کیلئے ۔/۱۰ | حبِ سعال کھانسی اور خراش گلو کیلئے ۔/۱۰ | خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار - ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۹- اکتوبر- گرمی کا اثر ختم ہو رہا ہے- ربوہ کا درجہ حرارت: ۳۳ درجے سنٹی گریڈ

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے دعویٰ کیا ہے کہ قومی اسمبلی میں ان کی سیٹیں نواز شریف کی پارٹی سے ۳۰ زیادہ ہیں- اس لئے نواز شریف کسی بھی صورت میں حکومت نہیں بنا سکیں گے-

○ صدر اور وزیر اعظم نے انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے پر محترمہ بے نظیر بھٹو کو مبارک باد کے پیغامات بھیجے ہیں-

○ مسٹر نواز شریف نے صدر و سیم سجاد' چیف آف آرمی سٹاف جنرل عبد الوحید اور گوہر ایوب سے ملاقات کی- خیال کیا گیا ہے کہ ان کی ملاقاتوں کا مقصد یہ یقین دہانی حاصل کرنا تھا کہ حکومت سازی میں نگران حکومت یا فوج کوئی مداخلت نہیں کرے گی-

○ مسلم لیگ جونیجو گروپ کے سربراہ مسٹر حامد ناصر چٹھہ نے کہا ہے کہ ہم ڈنکے کی چوٹ پر بے نظیر کا ساتھ دیں گے- انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ مولانا فضل الرحمان' آزاد اراکین اور فاٹا کے اراکین کے ملنے کے بعد ہماری تعداد ۱۱۹- تک پہنچ جائے گی-

○ اسلامی فرنٹ جس کے عام انتخابات میں تین افراد کامیاب ہوئے ہیں کے سربراہ قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی یا مسلم لیگ میں سے کسی کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کریں گے- دونوں پارٹیوں نے ووٹ خریدنے کے لئے دولت کا بے پناہ استعمال کیا- انہوں نے کہا کہ لٹیرے پھر اسمبلی میں پہنچ گئے ہیں-

○ مولانا فضل الرحمان نے مسلم لیگ (ن) سے تعاون کی درخواست مسترد کردی ہے-

○ محترمہ بے نظیر بھٹو لاہور پہنچ گئی ہیں انہوں نے داتا دربار اور مزار اقبال پر حاضری دی ان کے ہمراہ حامد ناصر چٹھہ تھے-

○ پیپلز پارٹی کے سردار فاروق خان لغاری نے کہا ہے کہ حالیہ انتخابات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ۱۹۹۰ء میں انتخابات میں دھاندلی ہوئی تھی-

○ چیف الیکشن کمشنر نے بتایا ہے کہ اراکین قومی اسمبلی کی حلف برداری کے تیس دن بعد صدارتی انتخاب ہو گا سینٹ کے انتخاب آئندہ مارچ کو ہونگے-

○ مرتضیٰ بھٹو نے اپنی شکست کا اعتراف کر لیا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے کالا دھن قبول کرنے کی بجائے شکست کو ترجیح دی- انہوں نے کہا کہ بے نظیر نے میرے خلاف گھٹیا مہم چلائی-

○ امریکہ کی نیشنل ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوٹ کی ٹیم نے عام انتخابات کے بارے میں کہا ہے کہ ۶- اکتوبر ۹۳ء کے انتخابات ۱۹۹۰ء کے الیکشن سے زیادہ منصفانہ اور شفاف تھے- تاہم ناقص انتخابی فہرستوں اور بوگس شناختی کارڈوں کی وجہ سے ہونے والی بے ضابطگیاں نوٹ کی گئیں- لیکن ایسے شواہد نہیں ملے جن کی بناء پر کہا جا سکے کہ ایسا سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا گیا ہے- انتخابی عملہ غیر جانبدار رہا-

○ نیویارک ٹائمز نے کہا ہے کہ بے نظیر کی کامیابی میں ان کے منشور سے زیادہ ان کی شخصیت کو دخل ہے- ان کی انتخابی مہم کا انداز بڑا مقبول ثابت ہوا-

○ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد تمام تر پراپیگنڈہ کے باوجود جس حلقے سے ہارے ہیں وہاں ان کو صرف ۱۱ ہزار ۱۹ ووٹ ملے عام طور پر جماعت اسلامی کے امیدواروں کو ایک ہزار سے لے کر ۱۰- ۱۲- ہزار تک ووٹ ملے ہیں-

○ موقر ذرائع کی اطلاع کے مطابق جنرل آصف نواز کے بارے میں امریکی ماہرین کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جنرل آصف نواز کو زہر دیا گیا ہے- تاہم ابھی دوسری رپورٹ کا انتظار ہے-

○ ایم کیو ایم نے ڈرامائی طور پر صوبائی انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے- نواز شریف نے اپنے تمام امیدواروں کو ایم کیو ایم کے حق میں دستبردار کرنے کا اعلان کر دیا ہے-

○ امریکہ کے صدر بل کلنٹن نے انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے پر محترمہ بے نظیر بھٹو کو مبارکباد دی ہے-

○ صوبہ سرحد میں اے این پی اور مسلم لیگ (ن) کے درمیان پھوٹ پڑ گئی ہے- دونوں ایک دوسرے پر انتخابی ایڈ جسٹمنٹ کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا ہے-

○ ایم کیو ایم کے الطاف حسین [illegible] الیکشن کا کامیاب بائیکاٹ ایم کیو ایم کے حق میں عوامی ریفرنڈم تھا- انہوں نے وائس آف امریکہ سے انٹرویو دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ہماری قومی اسمبلی کی نشستوں پر دوبارہ انتخابات کرائے جائیں-

○ سابق صدر غلام اسحٰق خان نے فاٹا کے اراکین قومی اسمبلی کو مشورہ دیا ہے کہ وہ بے نظیر بھٹو کی حمایت کریں-

○ امریکہ نے صومالیہ میں اپنے فوجیوں کی تازہ ہلاکت کے بعد مزید فوجی اور بکتر بند دستے صومالیہ بھیج دیئے ہیں-

برائے فروخت

ایک بھٹہ خشت برائے فروخت ہے-

رابطہ: نصیب انور

دار النصر غربی- ربوہ

تبدیلی فون نمبرز

اب ہمارے فون نمبر درج ذیل ہونگے

211434

212434

منیجر ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

○ ڈش انٹینا میں بھاری گیج کا میٹریل استعمال کرنے کی وجہ سے ہمارے بنے ہوئے ڈش نہایت مضبوط اور بہترین رزلٹ دیتے ہیں- تمام سیٹیلائٹ کے لئے موزوں-

آپ کے جانے پہچانے آزمودہ خدمت گار

ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ-

بشارت احمد خان

فون دفتر ۲۱۱۲۷۴ - فون گھر ۴۸۷

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

ڈش انٹینا سائز 12 فٹ

WAZ-SATELLITE SYSTEM

معیاری گارنٹی شدہ ریسیور اعلیٰ کوالٹی- تصویر- آواز بالکل صاف- ہر لحاظ سے ذمہ داری

فون: (0437) 2644 3024 3068

رابطہ کیلئے: میاں حفیظ احمد احمدیہ منزل وزیر آباد کارخانہ حاجی پورہ

راولپنڈی: میاں سعید احمد 051/429771 کوکا کولا ایجنسی

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز، پوٹنسیاں اور بائیو کیمک کی تمام ادویات خالی شیشیاں کے علاوہ اور ہر قسم کی ٹکیاں اور گولیاں بھی دستیاب ہیں-

شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں-

کیور- سٹومیڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

گول بازار- ربوہ پاکستان- فون کلینک 606 ہاؤس 771

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

سندھو انٹرنیشنل ٹریولز (پرائیویٹ)

سیر و سیاحت اور دیگر ویزوں کی معلومات کیلئے رابطہ کیجئے

احسان اللہ سندھو (چیف ایگزیکٹو)

طارق بلڈنگ- فرسٹ فلور روم نمبر ۶- ۶۵ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو- لاہور

فون پی پی 6363339

راجی ایئر لائنز کی کنفرم ٹکٹیں

اب ربوہ میں ہی دستیاب ہیں

اندرون ملک یا کراچی سے روانہ ہونے والی کسی بھی انٹرنیشنل ایئر لائنز کے کنکشن کیلئے راجی ایئر لائنز کی انتہائی ارزاں ٹکٹیں اب ربوہ میں ہی دستیاب ہیں۔

اسکے علاوہ تمام ایئر لائنز کی انٹرنیشنل بکنگ اور ارزاں ٹکٹوں کیلئے کامیاب ادارہ

احمد ٹریولز انٹرنیشنل بالمقابل ایوان محمود الناصر مارکیٹ ربوہ

فون دفتر ۲۱۱۵۵۰ گھر ۲۱۱۴۴۰

فیصل آباد- فون دفتر 624747 گھر- 629797